Regd. No. P/GDP. 6

Phone No. 35

ہفت روزہ

بدر

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

خصوصی اشاعت

واحد و قہار خُدا کی قسم!

جلسہ لاہور منعقدہ ۱۹۴۴ء میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نہایت پُرشوکت الفاظ میں اعلان فرمایا:-

"آج میں اِس جلسہ میں اُس واحد و قہار خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہُوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خُدا نے مجھے اِسی شہر لاہور میں ..... خبر دی کہ مَیں ہی مُصلح موعُود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور مَیں ہی وہ مصلح موعُود ہوں جِس کے ذریعہ اِسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔"

(الفضل مصلح موعُود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

ناشر:- قریشی محمد فضل اللہ

اداریہ

اعترافِ حقیقت

پیشگوئی مصلح موعود حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا ایک ایسا پر عظمت نشان ہے اور یہ پُرشوکت پیشگوئی اس انداز سے حرف بحرف پوری ہوئی ہے کہ غیر از جماعت بلکہ معاندینِ احمدیت کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ اس سلسلہ میں چند آراء پیشِ خدمت ہیں:۔

(۱) ۔ پیشگوئی پسر موعود میں بتایا گیا تھا کہ:۔

"تا دین اسلام اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو" چنانچہ برصغیر ہندو پاک کے مشہور مسلم لیڈر مولانا ظفر علی خان اخبار زمیندار کے مالک و ایڈیٹر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے تم مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے ...... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا ...... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ..... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اُس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶ (مظہر علی اظہر))

(۲) ۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ پسر موعود "سخت ذہین و فہیم ہوگا" اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے معاند احمدیت مفکر احرار چوہدری افضل حق نے لکھا کہ:۔

"جسقدر روپیہ احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے۔ اور **جو عظیم الشان دماغ** اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی تھا۔" (اخبار مجاہد ۱۵ر اگست ۱۹۳۵ء)

(۳) ۔ ہندوستان کے ایک غیر مسلم سکھ صحافی ارجن سنگھ ایڈیٹر "رنگین" نے تسلیم کیا کہ میرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ابھی بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا   جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا   دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پیشگوئی بے شک حیرت پیدا کرنے والی ہے ..... اب سوال یہ ہے کہ اگر بڑے مرزا صاحب کے اندر کوئی روحانی قوت کام نہ کر رہی تھی تو پھر آخر آپ یہ کس طرح جان گئے کہ میرا ایک بیٹا ایسا ہوگا جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے۔ آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے، لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک فی الواقع ایسا ثابت ہوا ہے کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے۔"

(رسالہ خلیفہ قادیان طبع اوّل ۱۹۲۶ء ارجن سنگھ ایڈیٹر "رنگین" امرتسر)

(۴) ۔ "پسر موعود کے متعلق وعدہ الٰہی تھا کہ:۔" وہ اولوالعزم ہوگا" اور یہ کہ "علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔" اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ہندوستان کے مایۂ ناز صحافی اور نامور صوفی خواجہ حسن نظامی مرحوم آپ کی علمی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کار فرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں۔ اور مذہبی عقل اور فہم میں بھی قوی ہیں۔ اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں۔ یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔" (اخبار "عادل" دہلی ۲۴ر اپریل ۱۹۳۳ء)

(۵) ۔ "پسر موعود" کے متعلق الہام الٰہی میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ" وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔" یہ پیشگوئی جس حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی اس نے انسانی عقل کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اور تحریک آزادئ کشمیر اس پر شاہد ناطق ہے کیونکہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کا سہرا آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سر ہے۔ یہ مشہور کمیٹی حضور کی تحریک اور ہندوستان و پاکستان کے بڑے بڑے مسلم زعماء مثلاً سر ذوالفقار علی خاں ڈاکٹر سر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی مولانا سید حبیب مدیر "سیاست" وغیرہ کے مشورہ سے ۲۵ر جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں قائم ہوئی۔ اور اس کی باگ ڈور حضور کو سونپی گئی تھی۔ آپ کی کامیاب قیادت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانانِ کشمیر جو صدیوں سے انسانیت کے ادنیٰ (باقی ص۱۲ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان
مصلح موعودؓ نمبر
بابت
۹ر رجب ۱۴۰۹ ہجری
مطابق
۱۶ر تبلیغ ۱۳۶۸ ہش
۱۶ر فروری ۱۹۸۹ عیسوی
جلد ۳۸ | شمارہ ۷

شرحِ چندہ

سالانہ	۶۰ روپے
ششماہی	۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک	۲۵۰ روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ پچیس پیسے
خاص نمبر	دو روپے

قادیان ۸ر تبلیغ (فروری) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ اور صد سالہ جشن تشکر کی تیاریوں نیز مہمات دینیہ کے سر کرنے میں دن رات ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام التزام سے حضور انور کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

• محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ربوہ میں خیر و عافیت سے ہیں۔

• مقامی طور پر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قائمقام امیر مقامی اور درویشان کرام و احباب جماعت خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کروایا۔ پروپرائٹر۔ نگران بورڈ بدر

پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؑ

[illegible] جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کو عطا ہونے والا قدرت، رحمت اور قربت کا روشن نشان!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "مصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنمو ائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا منظوم عارفانہ کلام

تصویر کے دو رُخ

تصویر کا پہلا رُخ

بڑھ رہا ہے بھوک کی شدت سے بیچارہ غریب ؛ ڈھانکنے کو تن کے گاڑھا تک نہیں اس کو نصیب
کھاتے ہیں زردہ پلاؤ قورما و شیرمال ؛ مخملی دوشالے اوڑھے پھرتے ہیں با زیب
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

اصطبل میں گھوڑے ہیں بھینسیں بھی ہیں کچھ شیر دار ؛ سبزہ کی کثرت سے گھر بھی بن رہا ہے مرغزار
لب پہ ان کے قہقہے ہیں ان کی آنکھوں میں بہار ؛ روحِ انسانی ہے پر خاموش بھی سوگوار
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

جب وبا آئے تو پہلے اس سے مرتے ہیں غریب ؛ مالداروں کو مگر لگتے ہیں ٹیکے بے عجیب
موت جس کے پاس ہے وہ تو محرومِ دوا ؛ اور جو محفوظ ہیں ان کو دوائیں ہیں نصیب
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

نورِ قرآں کی تجلی ہے زمانہ بھر میں آج ؛ احمدِ ثانی نے رکھ لی احمدِ اول کی لاج
کفر نے بت توڑ ڈالے دَیر کو ویراں کیا ؛ پر مسلمانوں کے گھر میں ہے جہالت کا ہی راج
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

ورثۂ نبوی کے ڈر سے مولوی کا احترام ؛ الفتِ پدری کی خاطر سیدوں کے ہیں غلام
جو بھی کچھ ہے غیر کا ہے ان کی حالت ہے تو یہ ؛ دولتِ عقبیٰ سے خالی نعمتِ دنیا حرام
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

یاد ہیں قرآں کے الفاظ تو ان کو تمام ؛ اور پوچھیں تو ہیں کہتے ہے یہ اللہ کا کلام
پر یقیں مفقود ہے ایمان ہے بالکل ہی خام ؛ علم و عرفاں کی غذا ان پہ ہے قطعاً ہی حرام
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

حال یہ ہے یہ غریب خالی علم سے خالی ہے سر ؛ یادِ خالق سے ہے غفلت رہتی ہے فکرِ دگر
مالِ خود برباد ویراں۔ مالِ دیگر پر نظر ؛ منزلِ آخر سے غافل پھر رہے ہیں در بدر
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

ہے قدم دنیا کا ہر دم آگے آگے جا رہا ؛ تیز تر گردش میں ہیں پہلے سے اب ارض و سما
آج بھی کوئی نظر آتا نہیں ساکن ہمیں ؛ ایک مسلم ہے کہ آرام سے بیٹھا ہوا
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

فکرِ انساں فلک پر اڑ رہا ہے آج کل ؛ فلسفہ دکھلا رہا ہے خوب اپنا زور و بل
پر مسلماں راستہ پر محوِ حیرت ہے کھڑا ؛ کہہ رہا ہے اس کو ملّا اک قدم آگے نہ چل
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

شمعِ نورِ آسمانی کو دیا جس نے بجھا ؛ بابِ وحیِ حق کا جس نے بند بالکل کر دیا
جس نے فضلِ ایزدی کی راہیں [illegible] روک دیں ؛ ہے اسی ملّا کو مسلم نے بنایا راہ نما
تیرے بندے اے خدا دنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

تصویر کا دوسرا رُخ

وہ بھی ہیں کچھ جو کہ تیرے عشق سے مخمور ہیں ؛ دنیوی آلائشوں سے پاک ہیں اور دور ہیں
دنیا والوں نے انہیں بے گھر کیا بے در کیا ؛ پھر بھی ان کے قلب حبِّ خلق سے معمور ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

ڈھانپتے رہتے ہیں ہر دم دوسروں کے عیب کو ؛ ہیں چھپاتے رہتے وہ دنیا جہاں کے عیب کو
ان کا شیوہ نیک ظنی نیک خواہی ہے سدا ؛ آنے دیتے ہی نہیں دل میں کبھی وہ ریب کو
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

روز و شب قرآں میں فکر و تدبر مشغلہ ؛ ان پہ دروازہ کھلا ہے دین کے اسرار کا
تجھ میں ان میں غیریت کوئی نظر آتی نہیں ؛ ہیں اگر وہ آل تیرا۔ تو بھی ان کا ہے صلہ
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

اک طرف تیری محبت اک طرف دنیا کا درد ؛ دل پھٹا جاتا ہے سینے میں ہے چہرہ زرد زرد
ہیں لگے رہتے دعاؤں میں وہ دن بھی رات بھی ؛ ہیں زمیں پر آسماں میں پھر رہے ہیں رہ نورد
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

جن کو بیماری لگی ہے وہ ہیں غافل سو رہے ؛ پر یہ ان کی فکر میں ہیں سخت بے کل ہو رہے
ایک بیماری سے گھائل ایک فکروں کا شکار ؛ دیکھئے دنیا میں باقی یہ رہے یا وہ رہے
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

بادۂ عرفاں سے تیری ان کے سر مخمور ہیں ؛ جذبۂ الفت سے تیرے ان کے دل معمور ہیں
ان کے سینوں میں اٹھا کرتے ہیں طوفاں رات دن ؛ وہ زمانہ بھر میں دیوانے ترے مشہور ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

طاقت و قوت کے مالک ان کا منہ کرتے ہیں بند ؛ دین کی گدی کے وارث پھینکتے ہیں ان پہ گند
وہ ہر اک صیاد کے تیروں کا بنتے ہیں ہدف ؛ جس کا بس چلتا ہے پہنچاتا ہے ان کو گزند
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

فکرِ خود سے فکرِ دنیا کے لئے آزاد ہیں ؛ شاد کرتے ہیں زمانہ بھر کو خود ناشاد ہیں
دنیا والوں کی نظر میں پھر بھی ٹھہرے ہیں حقیر ؛ ہیں گنہ لازم مگر سب نیکیاں برباد ہیں
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

ساری دنیا سے ہے بڑھ کر حوصلہ ان کا بلند ؛ پھینکتے ہیں عرش کے کنگوروں پر اپنی کمند
کیوں نہ ہو وہ صاحبِ معراج کے شاگرد ہیں ؛ آسماں پر اڑ رہا ہے اس لئے ان کا سمند
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

جن کو سمجھی تھی برا دنیا وہی تیرے ہوئے ؛ شیر کی مانند اٹھے ہیں وہ اپنا [illegible]
نام تیرا کر رہے ہیں ساری دنیا میں بلند ؛ جان ہتھیلی پر دھرے سر پر کفن باندھے ہوئے
تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں

(کلامِ محمودؓ)

خطبہ جمعۃ المبارک

آج اگر تم ہمیں اپنے مفاد کی خاطر قربان کر سکتے ہو تو مجبور ہو کر رہے ہو ہم یہ بھی جانتے ہیں

اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ اس قربانی کے بعد تمہاری قربانی کا وقت بھی آنے والا ہے اس لئے

ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں تم چھری کو تم ہماری گردن پر چلنے کی اجازت دو گے

خدا کی قسم! وہ چھری ضرور تمہاری گردن پر چلائی جائیگی۔ یہ وہ تقدیر ہے جسے تم بدل نہیں سکتے

لیکن ہماری گردن کی حفاظت کی خدا نے ضمانت دی ہے چھری چل تو سکتی ہے لیکن اس گردن کو تن سے جدا نہیں کر سکتی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ صلح (جنوری) ۱۳۶۸ ہش / ۲۰.۱.۸۹ بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ کا مکمل متن ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:۔

پاکستان سے کچھ عرصے سے پھر جماعت کے متعلق کچھ پریشان کن خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے معاندین نے

اپنی ذلت آمیز شکست

اور ناکامی کے بعد اپنی خجالت مٹانے کے لئے اور جیسے کسی جانور کو زخمی کر دیا جائے تو وہ نئے کس بل کے ساتھ دوبارہ زیادہ تلخی کے ساتھ اور شدت کے ساتھ حملہ کرنا چاہتا ہے کچھ اسی انداز سے انہوں نے جماعت کے متعلق اپنی

معاندانہ کوششوں کو

پہلے سے بہت تیز کر دیا ہے۔ جگہ جگہ سے بڑھتے ہوئے مختلف مظالم کی خبریں بھی مل رہی ہیں اور بدقسمتی سے سیاسی حالات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ بعض علاقوں میں ہمارے سیاستدان بھی اس صورت حال سے استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کچھ ویسا ہی ان کا خیال معلوم ہوتا ہے جیسے کسی زمانہ میں

ذوالفقار بھٹو کا خیال تھا۔

اور بدقسمتی سے ہماری سیاست میں ماضی سے سبق لینا نہیں آتا اور ایسے تاریخی واقعات جو بارہا دہرائے جا چکے ہوں، وہ بھی ہمارے سیاستدان کو دکھائی نہیں دیتے۔ مستقبل کی نظر بھی کوتاہ ہے اور ماضی کی نظر بھی کوتاہ ہے۔ صرف قریب کے وقتی مفاد کو دیکھنے کی عادت ہے اور اسی حد تک جا کر نظر ٹھہر جاتی ہے۔ اس لئے ابھی حالات میں کچھ ایسی پیچیدگیاں ہیں کہ ہمیں

دعاؤں سے غافل نہیں رہنا چاہیئے

تیسری دنیا کی سیاست میں بالعموم، صرف پاکستان ہی کی بات نہیں بلکہ تمام دنیا میں وہ ممالک جو ابھی ترقی پذیر ہیں، یہ ایک مشترک رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ سیاست خود غرض ہے اور بسا اوقات اصولوں کے سودے بھی کر لیتی ہے۔ جہاں تک دیانت اور اخلاق کے اعلیٰ تقاضوں کا تعلق ہے، سیاست دنیا میں کہیں بھی ہو، ان سے بے بہرہ ہوتی ہے، خواہ وہ مغرب کی سیاست ہو، خواہ مشرق کی، خواہ شمال کی خواہ جنوب کی۔ آپ کو

سیاست میں کہیں بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار دکھائی نہیں دیں گے

اس لئے جو چیز جہاں مل نہیں سکتی، وہاں اس سے توقع نہیں رکھنی چاہیئے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ایک فرق بہرحال ہے کہ مغرب کے ترقی یافتہ ممالک میں کسی دباؤ کے تابع بھی اصولوں کے سودے نہیں کئے جاتے اور بارہا آپ کو ایسے سیاسی رہنما دکھائی دیں گے جو طاقت کے پورے عروج میں ہوتے ہوئے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں مگر کسی قیمت پر بھی اصولوں کے سودوں پر تیار نہیں ہوتے یہ نظارے آپ کو مشرق میں دکھائی نہیں دیں گے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے

سوائے ایک تاریخی موقعہ کے، جبکہ سیاست کے میدان میں ایک ایسا روشن کا سورج ابھر رہا تھا، جو سیاست دان نہیں تھا لیکن ایک با اصول اور سچا اور قوم کا ہمدرد انسان تھا یعنی

قائداعظم

قائداعظم کو بعض لوگ، خصوصاً مغربی ناقدین جب اپنی سیاست کی عینکوں سے دیکھتے ہیں تو ان کو نہرو کے مقابل پر ان میں بہت سی خامیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بہت سی جگہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک اچھا سیاستدان ہوتا تو لوچ دکھاتا، نرمی اختیار کرتا، کچھ رستہ بدل کر چلتا لیکن یہ کیسا سیاستدان ہے جس کی اتنی عزت کی جاتی ہے اور اس کے باوجود جہاں کہیں بھی سیاست کی آزمائش ہوئی۔ وہاں اس نے اپنے اصولوں کے مقابل پر وقتی مفاد کو ٹھکرا دیا اور کسی قسم کی نرمی نہیں دکھائی جبکہ ایسے مواقع پر ہر موقعہ شناس نرمی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے قائداعظم کو ایک سخت انسان کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس کو حالات نے بنا دیا حالانکہ

یہ تجزیہ بالکل غلط ہے

اور غیر درست ہے۔

قائداعظم اتنے با اصول انسان تھے کہ ان کی زندگی میں ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ جب وہ کانگریس سے مایوس ہو گئے اور مسلمانوں کے حالات پر نظر ڈال کر انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ سچائی کی خاطر تلخی کی راہوں پر قدم نہیں مار سکیں گے اور ہر طرح میرا ساتھ نہیں دے سکیں گے تو انہوں نے

سیاست سے کلیتہً کنارہ کشی اختیار کرلی

اور جیسے بعض دفعہ بچے روٹھ جاتے ہیں، اس طرح یہ بالغ نظر انسان روٹھ کر انگلستان میں آکر بیٹھ گیا اور تمام دوستوں اور مداحوں کو یہ واضح اطلاع دے دی کہ آج کے بعد میں ہندوستان کی سیاست میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔ اس موقعہ پر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی نظر نے دیکھا کہ اگر ہندوستان میں سیاست کے لحاظ سے مسلمانوں کے لئے کوئی نجات کی راہ ہے تو وہ قائداعظم کے پیچھے چل کر ہی مل سکتی ہے۔ یعنی محمد علی جناح۔ اور محمد علی جناح ہی سے آج ہندوستان کے تمام مسلمانوں کا مفاد وابستہ ہے۔ اس زمانہ میں

مولانا عبدالرحیم صاحب درد

یہاں انگلستان میں امام ہوا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان سے فوری رابطہ پیدا کیا اور کہا کہ جس طرح میں آپ کو سمجھاتا ہوں، اس طریق پر قائداعظم سے۔ قائداعظم تو اس وقت ملاقاتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ محمد علی جناح سے جا کر ملیں اور ان کو بتائیں کہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ کی کامیابی یا ناکامی اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناکام راہنما کے طور پر مر جائیں لیکن ایک عظیم قوم کی زندگی کی خاطر ایسی قربانیاں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ آپ واپس آگئے اور دوبارہ مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں سنبھالا۔ اس وقت قائداعظم کا رد عمل شروع میں تو بہت سخت تھا، جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ با اصول انسان تھے، لیکن با اصول انسان جب بات کو سمجھ جاتا ہے تو پھر نرمی بھی اختیار کرتا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو مغربی آنکھ نے نہیں دیکھا اور

قائداعظم

کو ایک ایسے RIGID انسان کے طور پر ایسے سخت انسان کے طور پر پیش کیا ہے جو گویا بات سمجھنے کے بعد بھی راہ نہ لیتے ہو

آمادہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن اور باتوں کو چھوڑ دیں تو یہ ایک واقعہ ہمیشہ کے لئے قائداعظم سے اس الزام کو دھونے کے لئے کافی ہے کہ اس زمانے میں مسجد لندن کی حیثیت آج کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھی، چند گنتی کے احمدی تھے اور قائداعظم، درد صاحب مرحوم کو جانتے بھی نہ تھے، اچانک ایک امام مسجد کا، جو خود ایک غیر معروف انسان ہو ان کے پاس پہنچا اور یہ درخواست کرتا کہ

آپ اپنا فیصلہ بدل دیں

اور دوبارہ واپس جائیں۔ ہندوستان کی سیاست میں حصہ لیں اور قوم کی پوری طرح بھرپور نمائندگی کریں۔ تقریباً ۲½ گھنٹے ہمارے عبدالرحیم صاحب درد مرحوم کو قائداعظم کے ساتھ بحث تمحیص میں گزرا، ان کو سمجھانے کی کوشش کی۔ بالآخر جب قائداعظم نے سمجھ لیا کہ ہاں ان کا موقف واقعۃً درست ہے اور میرے لئے اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ جو کچھ بھی ہو مجھے بہرحال ہندوستان واپس پہنچ کر مسلمانوں کی خدمت کرنی چاہیئے تو انہوں نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا اور آپ کے تاریخ دان اس بات کو مستند کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔ قائداعظم نے خود اس بات کا اقرار کیا کہ زندگی کے ایسے اہم موڑ پر مجھے سیدھی راہ دکھانے والا

لندن مسجد کا امام تھا،

جہاں اس وقت میں آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد پھر وہ کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ ایک ایسا بے خوف، با اصول اور با مراد رہنما تھا کہ کامیابی جس کے قدم چومتی تھی، باوجود اس کے کہ وہ کامیابی کے حصول کے لئے اصول چھوڑ کر جھکنا نہیں جانتا تھا۔ آپ نے زندگی میں کسی ایک موقعہ پر اصول کا سودا نہیں کیا چنانچہ اس زمانے میں جبکہ پاکستان کا قیام اتنی اہمیت رکھتا تھا اور خود قائداعظم نے آخر پر برصغیر کے سیاسی حل کا جو رستہ تجویز کیا تھا، اس کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ بظاہر ایک شخص کی کامیابی اور ناکامی کا بھی نہیں بلکہ ساری قوم کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ ایسے موقعہ پر ایک سیاستدان جتنے بھی مواقع اور موئیدات اکٹھے کر سکتا ہے وہ سمیٹتا چلا جاتا ہے۔ کسی کو کچھ لالچ دیتا ہے کسی کو کچھ لالچ دیتا ہے۔ کسی سے کسی بات پر سودے ہوتے ہیں۔ کسی سے کسی اور بات پر سودے ہوتے ہیں۔ اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اس موقعے پر اتنے بڑے اصول داؤ پر لگے ہوئے ہیں کہ چند چھوٹے چھوٹے اصولوں کی اس کے مقابل پر قربانی دے دینا کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے قائداعظم کو یہ

ایک بہت بڑی آزمائش ہوئی

اور دراصل اس آزمائش پر ان کا پورا اترنا ہی ان کی زندگی کو بامراد کرنے کا فیصلہ کر گیا۔ تمام ہندوستان میں مسلمانوں کے اندر سوائے جماعت احمدیہ کے تمام مذہبی جماعتیں قائداعظم اور پاکستان کی مخالف تھیں، مسلمان حق میں تھے لیکن سب مسلمان حق میں نہیں تھے۔ جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے بحیثیت تنظیم اگر تمام نہیں، ہو سکتا ہے میری یادداشت نے کوئی غلطی کی ہو، تو بھاری اکثریت میں وہ تمام مذہبی جماعتیں

جو آج پاکستان پر قابض ہیں وہ ساری کی ساری قائداعظم کے مخالف تھیں۔

اور پاکستان کے تصور کے مخالف تھیں۔ لیکن ایک بات پر وہ اپنے موقف بدلنے پر آمادہ تھیں اور وہ چھوٹی سی بات یہ تھی کہ قائداعظم سے انہوں نے درخواست کی کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے احمدیوں کو نکال دیں اور ان کی علیحدہ حیثیت تسلیم کر لیں، ان کو مسلم لیگ سے خارج کر دیں تو ہم اپنا تمام عمر کا سیاسی موقف تبدیل کر کے آپ کے پیچھے لگنے کیلئے تیار ہیں یہ شرط مانیں تو ہم آپکی باقی ساری باتیں تسلیم کر

گئے۔ کتنا عظیم الشان دباؤ تھا۔

ساری زندگی کی جنگ کا نتیجہ

اس بات پر منحصر تھا اور ایک سیاستدان، ایک دانشور، جو ملکی حالات سے باخبر ہو، جو فرقوں کے باہمی تناسب کے اعدادوشمار سے واقف ہو، اس کے لئے یہ ناممکن ہے کہ ایک سیاستدان کے طور پر یہ فیصلہ کرے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت کی نمائندہ مذہبی جماعتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، رد کرتے ہوئے مخالف بناتے ہوئے ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت کو قبول کرے، محض اس لئے کہ اس کے نزدیک اصول کا یہ تقاضا تھا کہ اکثریت کی رائے کو رد کر دیا جائے اور چھوٹی اقلیت جماعت کی رائے کو قبول کر لیا جائے۔ چنانچہ قائداعظم نے انتہائی دباؤ کے باوجود ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک مسلمان سیاست کی بنیادی طور پر ہمیشہ یہی اصل قائم رہے گا کہ

جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کا حق ہے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمان کی سیاست میں حصہ لے۔ جو شخص اپنے منہ سے اپنے اسلام کا انکار کرتا ہے، اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہو۔

یہ اتنی سی بات تھی۔ چنانچہ انہوں نے احمدیوں کی ممبر شپ روکنے کی بجائے باقاعدہ ایک تاریخی فیصلے کے ذریعے یہ اعلان کیا کہ ہر احمدی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں اگر دوسری تمام مذہبی جماعتیں ناراض ہو کر مسلم لیگ کی ممبر شپ سے الگ ہوتی ہیں تو ہونے دیں

یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جس کے نتیجے میں دراصل قائداعظم کامیاب ہوئے۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جو خدا کو پسند آیا۔

یہ وہ انصاف اور تقویٰ کی بات تھی جس نے درحقیقت ایک ہاری ہوئی بازی کو جتا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی فیصلے کی برکت تھی کہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا شروع ہوا۔ اس فیصلے سے پہلے خود پنجاب میں بھی قائداعظم کے ہم خیالوں کو کوئی طاقت حاصل نہ تھی۔ خضر حیات کی ایک یونینسٹ حکومت تھی جو مسلم لیگ کے مخالف اور کانگریس کے اصولوں سے متفق تھی اور پنجاب، جو آج پاکستان کی جان ہے۔ اس پنجاب میں بھی اگر مسلم لیگ کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو اندازہ کریں کہ اس وقت ایک ایسا فیصلہ کرنا جس سے تمام

بڑی مذہبی جماعتیں ناراض ہو جائیں اور ایک چھوٹی سی اقلیت کو خوش کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے اصول پر قائم رہنے کی خاطر اس چھوٹی سی اقلیت کو ترجیح دے دینا، یہ وہ فیصلہ تھا جس نے حالات کی کایا پلٹ دی۔ دیکھتے دیکھتے وہ بڑے سے بڑے علماء جو قائداعظم کو رد کر چکے تھے، ان کے پلیٹ فارم ان کے قدموں تلے سے کھسکنے شروع ہوئے اور قائداعظم کے قدموں کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ قدم جو ان پلیٹ فارموں کی طرف لالچ کی وجہ سے نہیں بڑھے تھے، خدا نے ان کے ان پلیٹ فارموں کو ان کے مالکوں کے قدموں کے نیچے سے نکال دیا اور وہ پلیٹ فارم قائداعظم کی طرف بڑھنے لگے یہاں تک کہ ایک ایسا زلزلہ آیا کہ جس میں یہ علماء ہواؤں میں لٹکتے ہوئے رہ گئے اور ان کے نیچے کی تمام زمین نکل گئی تھی۔ یہ ہے وہ اصول کی بات، جو بدقسمتی سے آج تک ہمارے سیاستدان نے نہیں سیکھی۔

اس وقت پاکستان میں جو صورت حال ہے، اس میں بھی اسی قسم کی بعض باتیں ہیں، جن کے فیصلے ہونے والے ہیں۔ احمدیت کے مخالف علماء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ خوف دلا کر اور دھمکیاں دے کر سیاستدان کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور شروع میں ان کو صرف اتنی بات دکھاتے ہیں کہ ہمارا مطالبہ تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک چھوٹی سی جماعت کو مردود قرار دے دو اور اس کے خلاف ہر قسم کی زیادتیوں کو برداشت کر جاؤ۔ جہاں تک اکثریت کا تعلق ہے وہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ تم ہماری زبان کے چرکوں سے بھی بچے رہو گے اور ساری قوم میں تمہاری مقبولیت ہو گی کہ ایک ایسی جماعت کو تم نے رد کیا ہے جس کو قوم بحیثیت مجموعی رد کر چکی ہے۔ اور یہ اکثریت کا فیصلہ ہے۔ یہ بات وہ بیچ میں سے چھپا جاتے ہیں کہ دنیا کی کسی بھی اکثریت کو یہ حق نہیں ہے کہ انصاف پر تبر رکھ سکے۔ اور انصاف کے تقاضوں پر جمہوریت کی راج دھانی نہ پہلے کبھی ہوئی تھی، نہ آئندہ کبھی ہو سکتی ہے۔ جمہوریت کا مقصد انصاف کا قیام ہے۔ اس لئے جمہوریت کی طاقت کو استعمال کر کے انصاف کی قربانی نہیں دی جا سکتی اور اصولوں کی قربانی نہیں دی جا سکتی، جن کے بغیر جمہوریت چل نہیں سکتی تو اس حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور اسے چھپاتے ہوئے باقی بات کو بڑی عمدگی اور بڑے منطقی انداز میں سیاستدان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر سارے ملک میں شور مچاتے ہیں اور اخباروں میں دھمکانے کی، مرعوب کرنے کی ایک مہم چلا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اتنی سی بات ہے خبردار جو کسی نے اس جماعت کی تائید کی۔ اگر تم نے تائید کی تو ہم شور مچائیں گے اور عوام کو بتائیں گے۔ ان کو کہیں گے، گلیوں میں نکلو۔ یہ لوگ فلاں نواز ہیں اور فلاں کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے ذریعے سے طاقت میں آئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی سازباز ہے اور یہ اور وہ، غرضیکہ عجیب و غریب ایسی کہانیاں ہیں جنہیں وہ دھمکانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

جہاں تک موجودہ حکومت کی سیاسی پارٹی کا تعلق ہے

میں جانتا ہوں کہ ان میں سے بھاری اکثریت ایسی ہے جو بدنیت نہیں ہے ان کے اصول بھی آزاد تھے۔ انہوں نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم سیکولرازم کے نام پر آ رہے ہیں اور ان کے منشور میں یہ بات داخل تھی۔ عوام نے سب کچھ دیکھ کر، سوچ سمجھ کر ان کے حق میں اور ان کی تائید میں فیصلہ کیا لیکن جب سیاسی دباؤ بڑھنے شروع ہوں تو اس وقت سیاستدان کی اندرونی INTEGRITY اس کے اصولوں پر قائم رہنے کی طاقت کا امتحان ہوا کرتا ہے۔ کیا اس امتحان پر یہ سارے پورے اتر سکیں گے یا نہیں۔ یہ ہے فیصلہ جو آج ہونے والا ہے۔

جہاں تک میں پاکستان کے حالات کو جانتا ہوں، میرے نزدیک وہ سیاستدان جو نیک نیت ہیں، ان میں بھی مضبوط قویٰ کے مالک لوگ بہت کم ہیں۔ ایسے کردار کے مالک جو پوری عظمت کے ساتھ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو چیلنج کر سکتے ہوں اور اصولوں کے سودوں پر تیار نہ ہوں۔ ایسے بہت کم ہیں۔ بھاری اکثریت ان شرفاء کی ہے جن کی زبان ہوا کی تائید میں تو چلا کرتی ہے ہوا کے مخالف نہیں چلا کرتی۔ جن کی ہونٹوں سے جو آواز بلند ہوتی ہے وہ نقار خانے کے شور کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اس طوطی کی آواز نہیں جو نقار خانے کے مقابل پر کمزور اور نحیف ہونے کے باوجود پھر بھی آواز بلند کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے ملک میں سیاسی لحاظ سے ہمیشہ عدم استحکام رہا اور قائداعظم کے بعد بدنصیبی سے قوم نے پھر کبھی بااصول سیاست کا منہ نہیں دیکھا۔ یہ وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے کچھ خطرات دکھائی دیتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک جماعت کا تعلق ہے، ایک اور پہلو بھی ہماری کمزوری کا یہ ہے کہ اصول کی خاطر ہم نے

نے خود سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے۔ وہ ووٹ جس کی قیمت سیاستدان کی نظر میں ہوا کرتی ہے وہ تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ ان سکوں سے جیب خالی ہے جو سیاستدان کی ہمدردی خرید لیا کرتے ہیں نہ وہ ظاہری سکے ہیں، نہ وہ سیاسی سکے ہیں ہمارے پاس۔ اس لئے جماعت اس پہلو سے بالکل تہی دامن ہے۔ اس لئے سوائے اس کے کہ کوئی سیاستدان عظیم کردار کا مالک ہو، بے انتہاء بااصول ہو اور قوم کی آخری فلاح کی منزل کی طرف اس کی نظر ہو اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے خوف کھا کر اپنے اصول کی راہ بدلنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہو۔ اس کے سوا وہاں حالات کے سدھرنے یا سدھرے رہنے کی اور کوئی امید نہیں ہے۔

اس وقت پاکستان کے حالات میں، جہاں تک میں مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے حکومت کی پارٹی کے اندر

دو قسم کے سیاستدان دکھائی دیتے ہیں بلکہ تین قسم کے

کہنا چاہیئے۔ ایک وہ ہیں جن کو جماعت سے ہمدردی ہے۔ جو بااصول تو ہیں لیکن اپنے اصولوں کی حفاظت کی طاقت نہیں رکھتے۔ جو شریف تو ہیں لیکن ان کی شرافت کی زبان میں جرأت کا فقدان ہے، وہ بے چین ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے لیکن ان کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ سیاستدانوں کا ایک طبقہ وہ ہے جو ذاتی طور پر شریف النفس ہے۔ لیکن جماعت سے دیسے کوئی ہمدردی نہیں رکھتا اور اصولوں پر قائم رہنے کا بھی کوئی خاص تجربہ یا سلیقہ ان کو نہیں ہے۔ ساری عمر ایسی سیاست کی پیروی کی ہے جو رستوں کے مطابق رُخ بدلا کرتی ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق رستے نہیں بنایا کرتی۔ اور یہی بڑا فرق ہے ہمارے ملک کی سیاست اور مغربی سیاست میں۔ یہاں پہلے منازل متعین کی جاتی ہیں۔ اور اطراف کی تعیین کی جاتی ہے۔ پھر راہ تجویز کی جاتی ہے جو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ آرام کے ساتھ قوم کو منزل تک پہنچا دے۔ ہمارے ملک میں گھسے پٹے رستوں کی پیروی کی جاتی ہے خواہ وہ منزل سے بھی ہٹا دیں۔ اس لئے یہ بڑا فرق ہے۔ ان کو قوم کے خیالات کو جانچ کر ان کے پیچھے چلنے کی عادت ہے خواہ وہ صحیح ہوں، خواہ وہ غلط ہوں تاکہ قوم کو یہ احساس نہ ہو کہ ہم ان کے راہنما ہیں جو ان کے خیالات کو بدلنے پر کبھی آمادہ ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ بظاہر یہ لوگ راہنما ہوتے ہیں لیکن

عملاً عوام الناس ان کے راہنما ہوتے ہیں۔

اب یہ جو چیز ہے اس میں ایک فرق دکھانا ضروری ہے۔

دنیا میں ہر جگہ عوام کے خیالات اور خواہشات کا احترام کیا جاتا ہے اور دنیا کی کوئی بھی سیاست نہیں ہے جو عوام کی نبضوں پر انگلیاں رکھے بغیر اپنے فیصلے کرے لیکن جو بات میں کہہ رہا ہوں اس میں ایک فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے کہ دنیا کے باشعور اور بالغ نظر سیاستدان عوام کے خیالات اور جذبات پر نظر تو رکھتے ہیں لیکن جب یہ سمجھتے ہوں کہ یہ جذبات اور خیالات خود قوم کے لئے مہلک ہیں اور خود سیاست کے لئے مہلک ہیں تو پھر ان خیالات اور جذبات کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر وہ تبدیل نہ ہو سکیں تو خود الگ ہو جاتے ہیں اور ان خیالات کی پیروی نہیں کرتے۔ اس کو حقیقت میں راہنما کہا جاتا ہے۔ جب مشرقی پاکستان ٹوٹنے والا تھا اور بنگلہ دیش بننے والا تھا تو اس سے پہلے

ایک دفعہ مجھے شیخ مجیب الرحمان صاحب سے تفصیلی گفتگو کا موقعہ ملا۔ ان کو میں نے ہر پہلو سے سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ اپنے رستے کو تبدیل کریں۔ اور جس راہ پر آپ چل پڑے ہیں یہ قوم کے لئے شدید نقصان دہ ہوگا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر میں نے ان سے کہا جس کا مجھے خیال تھا کہ ان کو بہت تکلیف پہنچی تھی اور مجھے افسوس ہے کہ مجھے ان سے یہ کہنا پڑا کہ میں نے دنیا کے بہت سے سیاستدانوں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ میں بہت سے لیڈروں سے واقف ہوں لیکن میں نے دنیا میں آج تک کوئی اتنا کمزور سیاستدان نہیں دیکھا جتنے آپ ہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اشتعال سے ان کا تو اپنے آپ پر قابو نہیں رہے گا۔ ایکدم جس طرح کوئی گہری چوٹ کسی کمزور، نازک جگہ پر لگائی جائے اسی طرح ان کا ردّ عمل ہوا لیکن ان میں بہرحال بہت سی خوبیاں تھیں، یوں ہی تو نہیں کوئی قوم کا راہنما بن جایا کرتا۔ انہوں نے حوصلے سے اپنے جذبات کو برداشت کیا۔ ان پر قابو پایا اور مجھے کہا کہ یہ عجیب بات آپ کر رہے ہیں، ساری قوم میرے پیچھے ہے۔ سارا مشرقی پاکستان میری آواز پر لبیک کہہ رہا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنا کمزور سیاسی راہنما کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا ہاں میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ

آپ کو قوم نے آگے لگایا ہوا ہے۔ آپ نے قوم کو پیچھے نہیں لگایا ہوا

اور آپ ایک انچ بھی رستہ بدلنا چاہیں تو قوم آپ کو دھتکار کر ایک طرف پھینک دے گی اور آپ میں رستہ بدلنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے میں جو آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں، بالکل وقت ضائع کر رہا ہوں، آپ اگر آج ادنیٰ سی بھی آواز بلند کریں کہ جس طرف میں آپ کو لے کر جا رہا تھا وہ راہ غلط ہے۔ اور ہمیں اس راہ کو تبدیل کرنا چاہیئے تو قوم آپ کو ہلاک کر دے گی۔ اس لئے آپ طاقتور راہنما کیسے ہو گئے۔ پس یہ فرق ہوا کرتا ہے۔ سیاستدان آگے ہی ہوا کرتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ قوم نے اس کو آگے لگا رکھا ہے یا وہ قوم کو پیچھے پیچھے لے کر چل رہا ہے۔ آگے لگنے والے سیاستدان تو بکثرت ہمیں نظر آ رہے ہیں لیکن قوم کو پیچھے لگانے والے سیاستدان، وہ جو اصولوں کے پابند سیاستدان ہوا کرتے ہیں، عظیم حوصلوں اور عظمتوں کے مالک ہوتے ہیں، ان کا فقدان ہے اور یہی سیاست کا بحران ہے،

جس نے پاکستان کی سیاست کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے

تو ایسے طبقے سے یہ توقع رکھنا، جن کی تربیت یہ نہ ہو، جو نبضوں پر ہاتھ رکھتے ہوں کہ اگر ڈوب رہی ہیں تو ہم ساتھ ڈوب جائیں گے، ان پر آمادہ ہوں، نبضوں کو بدلنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ ان میں یہ استطاعت نہ ہو کہ ڈوبتی نبضوں کا ساتھ نہیں دیتا اور ابھرتی نبضوں کا ساتھ دینا ہے اور ڈوبتی روحوں کو ابھارنا ہے۔ وہ سیاستدان راہنما بننے کے کیسے اہل ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسے بھی ہیں۔

اور ایک معمولی طبقہ ایسا بھی ہے جو احراری مزاج ہے اور ــــ PEOPLE PARTY میں بھی ہے۔ وہ ایسے موقعہ پر باہر کی آواز کو اندر پہنچاتا ہے۔ اور بڑھا چڑھا کر پہنچاتا ہے۔ اور ان خطرات کو جو محض گیدڑ بھبکیوں کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو حقیقت بنا کے دکھاتا ہے اور وہ لوگ جو بااصول لیکن کمزور سیاستدان ہیں، ان کے دلوں پر بار بار

چیلنج کرتا ہے، ان کو ڈراتا ہے، دھمکاتا ہے، ان کے حوصلے پست کرتا ہے کہ خبردار! اب اگر تم نے کسی اصول کی خاطر اس جماعت کا ساتھ دیا تو تم دیکھنا کہ تم صفحۂ سیاست سے مٹا دیئے جاؤ گے حالانکہ وہ بھول جاتا ہے کہ جب بھی ہمارے سیاسی افق پر کوئی واقعہ ہوا ہے، ہمیشہ اس سے برعکس واقعہ ہوا ہے۔ صفحۂ سیاست سے وہ مٹائے گئے ہیں۔ اور بار بار مٹائے گئے ہیں جنہوں نے اصولوں کو بیچ دیا ہے جنہوں نے اصولوں کی خاطر اپنے وجود کو مٹانے کا فیصلہ کیا ہے، وہ کبھی نہیں مٹائے گئے اور ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی پہ ان کے نام ثبت ہو چکے۔ یہ واقعہ کبھی ایک ملک میں نہیں ہوا، دو ملکوں میں نہیں ہوا، ساری دنیا میں ہمیشہ ہمیش سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اس لئے پاکستان میں جو موجودہ حالات ہمیں دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں بدنصیبی، حوصلہ رکھنے والے دانشور، بالغ نظر سیاستدانوں کے فقدان کی بدنصیبی ہے۔ لیکن جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو تنبیہ کرتے چلے جائیں اور ان کو خبردار کریں اور ان کو ہوشیار کریں، ان کو سمجھائیں اور ان کو دکھائیں کہ جن راہوں کی تم پیروی کرتے ہوئے دکھائی دینے لگے ہو،

وہ ہلاکت کی راہیں ہیں۔

اس کے بعد پھر ہم پر وہی حکم اطلاق پاتا ہے جو ہمارے آقا پر اطلاق پاتا تھا کہ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝
(سورۃ الغاشیہ: آیت ۲۲-۲۳)

اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تیری حیثیت نصیحت کرنے والے کی ہے تو ان پر داروغہ نہیں تو ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خاک پا کے خاک پا ہم بھلا کہاں یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ اپنے آپ کو داروغے بنا بیٹھیں اور مذکّر کی حیثیت سے باہر چھلانگ لگائیں لیکن مذکّر کی حیثیت بھی بڑی مشکل حیثیت ہے۔ داروغے سے زیادہ مشکل حیثیت ہے۔ اس حیثیت میں بڑے صبر کے تقاضے ہیں، بڑے مراحل ہیں، جن پر ثبات قدم اختیار کرنا بڑا مشکل کام ہوا کرتا ہے لیکن بہرحال ہمارے مقدر میں یہی ایک رستہ لکھا ہوا ہے۔ اسی رستے پر ہم نے چلنا ہے اور ضرور چلنا ہے۔ ہر مشکل ہر مصیبت کو برداشت کر کے بھی اس پر چلنا ہے۔ اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ قوم کو متنبہ کرے اور سمجھائے اور آج کے سیاستدان کو خواہ وہ حکومت کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو یا حکومت سے باہر کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو، خوب اچھی طرح کھول کر دکھائے کہ پاکستان کی سیاست کو تباہ کرنے میں سب سے بڑا بلکہ شاید ایک ہی ہاتھ ہے اور وہ مولوی کا ہاتھ ہے جن ملکوں میں ملّائیت کا عذاب نازل نہیں ہوا۔ وہاں سیاستیں آزاد ہیں۔ اور ملّائیت سے میری مراد صرف مسلمانوں میں جو خاص قسم کے علماء ہیں وہ نہیں ہیں بلکہ ملّائیت سے مراد

مذہبی جنون کا غلبہ ہے۔

جس حیثیت سے میں ملّائیت کی بات کر رہا ہوں، یہ ملّائیت خواہ ہندوازم میں نظر آئے، خواہ بدھ ازم میں نظر آئے، خواہ عیسائیت میں نظر آئے، خواہ یہودیت میں نظر آئے جہاں بھی، جب بھی ملّائیت سیاست میں داخل ہوتی ہے اور سیاسی مزاج پر اس نے قبضہ کیا ہے، اس نے ہمیشہ سیاست کو ہلاک کر کے رکھ دیا ہے۔ اور اس زہر کے بعد پھر سیاست زندہ نہیں بچ سکی۔ پاکستان میں بارہا یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ بس اتنی چھوٹی سی بات ہے۔ تم مان جاؤ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اگر ایک ملک کے کسی چھوٹے سے طبقے پر بھی قانون کے طور پر کوئی سیاسی جماعت ظلم کرنے پر آمادہ ہو جائے تو یہ رستہ کھل جاتا ہے۔ جو پھر کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ جس اصول کی قربانی کے ذریعے ملّائیت کو سیاست پر کسی ایک جگہ غلبہ ہوتا ہے۔ وہ پھر وہاں نہیں ٹھہرا کرتا۔ وہ آگے اپنی جگہ بڑھانا شروع کرتا ہے اور چونکہ ایک دفعہ رستہ کھل جاتا ہے۔ پھر اس رستے کو بند کرنا سیاستدانوں کے لئے آسان نہیں ہوا کرتا

ان کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے لیکن جماعت احمدیہ پاکستان کی تاریخ سے بھی واقف ہے، ہندوستان کی تاریخ سے بھی واقف ہے یعنی جماعت کے جتنے بھی دانشور ہیں، تعلیمیافتہ طبقہ ہے ان کے لئے مشکل نہیں کہ وہ اس کی مثالیں تلاش کریں اور اپنی روزمرہ کی گفتگو میں، جن سے بھی گفتگو ہو، ان کو سمجھاتے وقت وہ مثالیں ان کے سامنے پیش کریں۔ اور ان کو بتائیں کہ کس طرح غلطی کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ جب ملّائیت کو سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے دی جائے تو پھر وہ وہاں نہیں رکا کرتی اور آگے بڑھتی ہے اور یہی وہ سلسلہ تھا جو ایک چھوٹے سے نقطے سے آغاز ہوا اور پھر آخر شرعی عدالتوں اور شرعی کورٹس اور پھر شریعت کے تابع تمام سیاست کا قلع قمع کرنے پر منتج ہوا جس کو آپ آٹھویں ترمیم کہتے ہیں، اس میں جماعت احمدیہ کے اوپر مظالم کی بھی ایک شق ہے لیکن دراصل یہ وہ شق ہے، جس سے

ساری سیاست کی بربادی کا آغاز ہوا تھا

میں ۱۹۷۴ء کی ترمیم کی بات نہیں کر رہا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ شق رکھ دی گئی تھی کہ کوئی احمدی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس نہیں بن سکتا اور پاکستان کا صدر نہیں بن سکتا۔ الفاظ یہ تھے یا کچھ مختلف تھے لیکن مفہوم اس کا یہی تھا۔ چنانچہ میں نے اس زمانے میں PEOPLE'S PARTY کے سیاستدانوں میں سے بعض سے بات کی۔ ان کو میں نے کہا کہ آپ نے قانون میں یہ شق کیوں رکھی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے کوئی ملک کا صدر بننا ہے یا آپ کی نیت کوئی چیف جسٹس بننے کی ہے۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے۔ میں نے کہا، مجھے تو نہیں پڑتا۔ کیونکہ کسی احمدی نے کبھی پاکستان کا صدر بننے کا یا سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بننے کا خواب نہیں دیکھا لیکن آپ کو فرق پڑتا ہے اور قوم کو فرق پڑتا ہے اور پڑے گا۔ آپ نے یہ وہ سوراخ رکھ لیا ہے جس سوراخ سے ملّاں داخل ہوگا اور دن بدن آپ کے لئے ایک مصیبت کا موجب بنتا چلا جائے گا۔ ہمیشہ کے لئے ایک سردردی ہے جو آگے بڑھتی چلی جائے گی۔ آپ کے لئے جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی۔ جب ایک دفعہ آپ نے اصول کا سودا کر لیا تو پھر آگے جا کر اور اصول قربان کرنے پڑیں گے۔

میں نے ان کو سمجھایا کہ جماعت احمدیہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو یہ خواہش رکھتا ہو لیکن آپ یہ بتائیں کہ اس کے باوجود اگر ساری قوم یہ فیصلہ کرے کہ کوئی احمدی صدر ہونا چاہیئے تو پھر آپ کا یہ قانون اس کو کیوں رو کے گا۔ سیدھی اصولی بات یہ ہے کہ جمہوریت میں اکثریت کا فیصلہ جاری ہونا چاہیئے اگر وہ ان دائروں میں ہے جن دائروں سے جمہوریت کا تعلق ہے۔ یہ بنیادی شرط ہے تو اگر پاکستان کے جمہور چاہتے ہوں کہ کوئی احمدی مسلمان، ملک کا صدر بن جائے تو کیوں اس کو روکا جائے گا۔ آپ کو کیا حق ہے جو اس وقت اقلیت ہو چکے ہوں گے اور اگر اکثریت یہ نہیں چاہتی تو خطرہ کیا ہے؟ اس قانون کے ہونے سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ اس لئے ایک ایسے فرضی خطرے کے خیال سے آپ نے اس شق کو رکھ لیا ہے بلکہ میں نے کہا کہ فرضی خطرہ بھی نہیں، مولوی کو خوش کرنے کی خاطر جانتے ہوئے کہ کوئی ایسا خطرہ نہیں ہے۔ آپ نے ایک شق اس قانون میں رکھ لی ہے۔ جو شق یہاں نہیں ٹھہرے گی اور لازماً بات آگے بڑھے گی چنانچہ وہ سلسلہ تھا جو پھر اس کے بعد جاری ہوا اور وہ بات آگے بڑھ کر صرف جماعت احمدیہ کے لئے آگے نہیں بڑھی بلکہ ساری قوم کے لئے آگے بڑھی اور یہ جو شریعت بل، اور شرعی عدالتیں اور یہ تفریق در تفریق کے سلسلے، یہ مہاجر پاکستانی اور یہ غیر مہاجر پاکستانی، یہ پنجابی پاکستانی اور یہ سندھی پاکستانی، یہ افغان پاکستانی جو مہاجر بن کے آیا ہے اور یہ پٹھان پاکستانی، جو پہلے سے یہاں بستا ہے۔ یہ جتنے تفریق در تفریق کے سلسلے ہیں۔ یہ دراصل اسی وقت سے بنیادی طور پر قائم ہو چکے تھے

یعنی صحیح طور پر بوئے جا چکے تھے۔ اس سارے تجربے سے گذر کر گیارہ سال کے دکھ اٹھا کر کئی قسم کے خطرناک اور صبر آزما مراحل سے نکل کر یہ لوگ جو آج حکومت پر قابض ہوئے ان کی استطاعت دیکھیں کہ یہ ان سب باتوں کو بھول جانے کی استطاعت تو رکھتے ہیں ان سب باتوں کو فراموش کرنے کی طاقت تو رکھتے ہیں لیکن یہ طاقت نہیں رکھتے کہ اپنی ناک سے آگے دیکھ سکیں۔ نہ ماضی میں دیکھ سکتے ہیں، نہ مستقبل میں دیکھ سکتے ہیں۔ ان باتوں میں نہیں دیکھ سکتے جن باتوں میں ان کا ذاتی مفاد نہ ہو، اور اگر ذاتی مفاد ناک کی حد پر جا کر ٹھہر جائے گا تو پھر آگے نہیں دیکھیں گے۔ اس لئے ضروری نہیں ہوا کرتا کہ نظر کی ہر بیماری بعینہٖ انسان کی اقتصادی اور سیاسی بیماریوں سے سو فیصدی مشابہ ہو۔ یہ بعینہٖ مشابہ نہیں ہوا کرتا۔ مثالیں دی جاتی ہیں بعض تھوڑی صادق آتی ہیں بعض زیادہ صادق آتی ہیں تو یہ جو نظر کی کمزوری ہے، اس کا دراصل خود غرضی سے تعلق ہے۔ اور جہاں سیاست خود غرض ہو جاتی ہے وہاں اگر یہ بیماری بڑھ جائے تو اس کے نتیجے میں کوتاہ نظری پیدا ہوتی ہے جو ایک خاص مخصوص قسم کی کوتاہ نظری ہے۔ بعض پہلوؤں سے سیاست دان سینکڑوں سال کی بات دیکھ سکتے ہیں، ہزاروں سال کی تاریخ سے سبق لے سکتے ہیں، اس لئے بے وقوف نہیں ہیں، بیچارے بیمار ہیں۔ ایک بنیادی طور پر اخلاقی کمزوری کو برداشت کر لیا گیا ہے۔ اور خود غرضی کے غلام بننے کے نتیجے میں جو اس کے طبعی عوارض ہیں وہ ان کو لاحق ہو رہے ہیں۔ اس لئے ان کو تجزیہ کر کے دکھانا چاہیئے۔ سمجھانا چاہیئے کہ یہ رستہ درست نہیں ہے، غلط ہے۔ تم جن رستوں سے گذر کے آئے ہو وہاں یہ موڑ پہلے بھی آئے تھے۔ پہلے بھی تو تم نے غلط قدم اٹھائے تھے، پہلے بھی تو ان کے غلط نتیجے دیکھ چکے ہو۔ اگر تمہاری یادداشت چھوٹی ہے۔ اگر تمہاری نظر کوتاہ ہے تو ہم تمہیں بتا رہے ہیں، ہم تمہیں دکھا رہے ہیں کہ ایسے واقعات پہلے گذر چکے ہیں اور آئندہ بھی اگر تم وہ غلطیاں کرو گے جو پہلے کر چکے ہو تو ویسے ہی نتیجے دیکھو گے جو پہلے دیکھ چکے ہو اور اس قانونِ قدرت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

یہ بات ہے جو سمجھانے والی ہے اور اس کے لئے جماعت کو محنت کرنی چاہیئے۔ اور ان کو یہ بھی بتا دینا چاہیئے کہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں اور ہر ایک کی کمزوریوں سے باخبر ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے

اکثر ایسے ہیں جن کی نیتیں ٹھیک ہیں

اس لئے آج اگر تم ہمیں اپنے مفاد کی خاطر قربان کر سکتے ہو تو مجبور ہو کر رہے ہو۔ ہمیں یہ بھی احساس ہے لیکن اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ اس قربانی کے بعد تمہاری قربانی کا وقت بھی آنے والا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں۔ جس چھری کو تم ہماری گردن پہ چلنے کی اجازت دو گے خدا کی قسم! وہ چھری ضرور تمہاری گردن پہ چلائی جائے گی۔ یہ وہ تقدیر ہے جسے تم تبدیل نہیں کر سکتے اور کبھی کسی نے تبدیل نہیں کیا۔ لیکن ہماری گردن کی حفاظت کی خدا نے ضمانت دی ہے۔ چھری چل تو سکتی ہے لیکن اس گردن کو تن سے جدا نہیں کر سکتی۔ پہلے بھی ہزاروں مرتبہ یہ چھریاں چلائی گئی ہیں۔ اور آزمائش پہ آزمائش ہم پر گذر چکی ہے مگر تیز سے تیز چھری نے بھی جماعت کے سر کو جماعت کے تن سے جدا نہیں کیا۔ نہ پہلے کر سکے تھے، نہ آج کر سکتے ہو، نہ کل کر سکو گے۔ مگر جن چھریوں کو تم نے اجازت دی اور اگر تم نے اجازت دی تو وہ جب تمہارے اوپر چلائی جائیں گی، تو گہرے وار کریں گی اور گہرے زخم چھوڑیں گی اور ہو سکتا ہے کہ تمہارے وجود کی بقاء ہی خطرے میں ڈال دے۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ ہم جانتے ہیں تم میں ابھی بہت اچھے اچھے لوگ ہیں۔ نیک لوگ ہیں۔ ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ با اصول رہے تو سیاست میں ہی نہیں، انسانی شرافت کی تاریخ میں بھی ہمیشہ کی زندگی پا جائیں گے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ تم وہ نہیں ہو جو بار بار موقعہ دیئے جاتے ہو اور ایسے زیادہ آدمی ہمارے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اس تاریخی موقعے کو ضائع نہ کرو اور اپنے اور قوم کے فائدے کو اپنے اور قوم کے نقصان میں تبدیل نہ کرو۔ جہاں تک ہماری ذات کا تعلق ہے، ہم یقین اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا جس نے پہلے ہمیں کبھی نہیں چھوڑا۔ آج بھی ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ ہمارا توکل تم پر نہیں ہے، ہمارا تعلق کائنات کے مالک اور خالق خدا پر ہے۔ اور وہی ہے جس نے ہمیشہ ہمارے توکل کی عزت اور بھرم رکھا ہے۔ اور کبھی بھی ہماری توقعات کو ٹھوکر نہیں لگائی۔ اس لئے میں پاکستان کے ان احمدیوں کو بھی مخاطب اور متنبہ کرتا ہوں جو چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کے نتیجے میں لمبی چھلانگیں لگانے لگتے ہیں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو متنبہ کیا تھا، اس وقت یہ حالات ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اب میں آپ کو دوبارہ متنبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اپنی توقعات کو اور اپنی امیدوں کو دنیاوی تبدیلیوں سے وابستہ کر لیا تو پھر آپ کی کوئی ضمانت نہیں۔ اگر اندھیروں میں بھی آپ نے خدا کے نور سے دیکھنے کی عادت ڈالی اگر ہر قسم کے خطرات میں بھی آپ نے اپنے یقین کو آنچ نہ آنے دی کہ وہ خدا جو کل ہمارے ساتھ تھا۔ آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا اور کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑے گا تو پھر دنیا کی کوئی مصیبت آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گی۔ حالات ضرور تبدیل ہوں گے۔ کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ یہ حالات تبدیل کئے جائیں گے لیکن آپ کو تبدیل نہیں ہونا۔ اگر آپ تبدیل ہو گئے اور خدا کے تعلق کو توڑ دیا تو پھر آپ کے لئے کبھی حالات تبدیل نہیں کئے جائیں گے۔ اس لئے موحد بنو اور خدا پر اپنا توکل رکھو۔ با اصول رہو اور قوم کو اصولوں پر قائم رہنے کی تلقین کرو۔ ان کو سمجھاؤ۔ ان کو اپنی عقلوں کا فدا کرو۔ ان کو دکھاؤ کہ کون سی راہیں چلنے کی راہیں اور کونسی راہیں چھوڑنے کی راہیں ہیں۔ پھر دیکھو کہ خدا کا فضل تمہیں نہیں چھوڑے گا۔

آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ وہ امام ہے جس سے آپ نے تعلق باندھا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کا مستحق بھی بنائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ (دوبار) کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ضائع کرے گا یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ (دوبار) کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی ضائع نہیں کرے گا ... خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہوں۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔ (دوبار)

(باقی ص ۱۲)

"وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

(۱)

اسلام کے احیاء اور ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء کے اوائل میں ہوشیار پور میں چلہ کشی کی اور بارگاہِ ربّ العزت میں دُعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان متضرعانہ دُعاؤں کو سُنا اور آپ کو ایک عظیم الشان بشارت دی۔ جس میں آپ کے ہاں ایک وجیہہ اور پاک لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری عطا فرمائی۔ جو اعلیٰ درجہ کی صفات اور استعدادوں کا حامل ہوگا۔ تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور آپ نے اس پیشگوئی کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار شائع فرمایا۔

اِس پیشگوئی میں اُس فرزند موعود کی جن صفات، صلاحیتوں اور استعدادوں کا ذکر ہے۔ ایک صفت یہ بیان فرمائی گئی تھی کہ وہ "سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

اسی صفت کے بارہ میں اِس مقالہ میں مختصراً عرض کیا جانا مقصود ہے۔

(۲)

اس متذکرہ بالا پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے ان خداداد صلاحیتوں کو ظاہر کرنے والے تھے۔ گو دُنیوی تعلیم کے اعتبار سے آپ کی تعلیم صرف میٹرک تک تھی مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق خود آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے پُر فرمایا۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ایک علمی و دینی رسالہ بعنوان "تشحیذ الاذہان" جاری فرمایا جس میں آپ کے نفوس علمی مضامین شائع ہونے شروع ہوئے جس کا ایک نیک، گہرا اثر علمی طبقہ پر پڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل کے عہدِ خلافت میں آپ کی اجازت سے حضرت المصلح الموعودؓ نے جون ۱۹۱۳ء میں اخبار "الفضل" جاری فرمایا۔ اور اس اخبار میں بھی آپ کی زیرِ ادارت رُوحانی اور علمی مضامین شائع ہوتے رہے۔

(۳)

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات کے بعد ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت نے آپ کو بطور خلیفۃ المسیح الثانی منتخب کیا۔ اور جب آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کی عمر صرف پچیس برس تھی۔ مگر آپ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جماعت کی شاندار قیادت فرمائی۔ اور ایسے تبلیغی و تربیتی پروگرام جاری فرمائے جن کے نتیجے میں اسلام کا نور اکناف عالم میں پھیلنے لگا۔ اور اب پھیلتا جا رہا ہے۔ اِس بارہ میں حضورؓ بیان فرماتے ہیں:-

"خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اُس وقت تک دُنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دُنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دُنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔" (الموعود صفحہ ۲۱۲)

(۴)

اگرچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں مذکورہ صفات جن کا تعلق فرزند موعود سے تھا، آپ کی ذات میں پائی جاتی تھیں۔ مگر آپ نے اس بارہ میں کوئی واضح ارشاد نہیں فرمایا تھا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ واضح طور پر منکشف کر دیا کہ آپ ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق فرزند اور مصلح موعود ہیں۔ تو آپ نے ۱۹۴۴ء میں خدائی اذن سے یہ اعلان فرمایا کہ:-

(الف) "اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دُنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔" (الموعود صفحہ ۶۶ و ۶۷)

(ب) "میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے، جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔" (الموعود صفحہ ۲۰۷)

(۵)

وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں میں اُس مصلح موعود کی ایک صفت یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ وہ "سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

چنانچہ آپ کے عہدِ خلافت میں آپ کی شاندار قیادت کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے حیرت انگیز طور پر شاندار ترقی کی ہے۔ کیا بلحاظ طاقت مالی، کیا بلحاظ وسعت مکانی اور کیا بلحاظ تقویٰ و طہارت اور کیا بلحاظ تبلیغ و اشاعت۔ جس کے نتیجہ میں دُنیا میں پھر سے اشاعتِ اسلام کا کام شروع ہو گیا اور جس کے نتائج و شیریں ثمرات برابر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آج ہم بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ احمدیت کا سورج دُنیا کے ہر گوشے میں جگمگا رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی علوم سے پُر فرمایا جس کا ثبوت درج ذیل ہے:-

(۱) آپ کی تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر (جو کئی مجلدات پر مشتمل ہے) آپ کے تبحر علمی کا شاہکار ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حقائق و معارف قرآنی کا کتنا وسیع علم عطا فرمایا تھا۔

(۲) آپ کے خطبات جمعہ۔ خطبات عیدین اور خطبات نکاح وغیرہ آپ کی دینی بصیرت پر شاہد ناطق ہیں۔

(۳) جلسہ سالانہ قادیان کے موقعوں پر آپ کی کئی گئی گفتگوؤں کی رُوح پرور اور وجد آفریں تقاریر جو ٹھوس علمی مضامین پر مشتمل ہوتی تھیں، آپ کے "علومِ ظاہری و باطنی" سے پُر ہونے پر گواہ ہیں۔

(۴) آپ نے شاہ افغانستان "امان اللہ خان" کو "دعوۃ الامیر"۔ میر عثمان علی خان صاحب کو "تحفۃ الملوک" اور انگلستان کے شہزادہ ویلز کو جو دینی اور علمی تحفہ پیش کیا اور ان تک بصورت کتاب اسلام اور احمدیت کی آواز پہنچائی۔ جو آپ کی ایمانی تڑپ اور جرأت مندی کا ثبوت ہیں۔ مگر ان لوگوں نے اقتدار کے نشہ میں سرشار ہونے کی وجہ سے اس آواز پر لبیک نہ کہا۔ اور اتمامِ حجت کے نتیجہ میں یہ حضرات خدا کی گرفت کا شکار ہوئے اور یہ کتابیں آپ کی رُوحانی بصیرت اور آپ کے علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کا ایک زندہ ثبوت ہیں۔

(۶)

دُنیا بھر کے علماء، سائنسدانوں اور فلاسفروں کو آپ کی طرف سے ایک چیلنج

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی حقائق و معارف بیان کرنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اسی بارہ میں دنیا بھر کے علماء اور فلاسفروں کو ایک ایمان افروز علمی چیلنج دیا جو خود اس امر کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے پُر فرمایا تھا۔ چنانچہ حضور رضؓ فرماتے ہیں:-

(۱) "میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں۔ اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں۔ مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔"

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

(۲) "آج میں دعویٰ کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں تیس پینتیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر۔ دنیا کا کوئی پروفیسر۔ دنیا کا کوئی ایم۔ اے ہے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو، اور وہ کسی علم کا ماہر ہو۔ جو میرے سامنے آکر قرآن کریم اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔"

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

(۳) "اگر حقائق و معارف سے وہ حقیقی معارف مراد ہیں جن سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے اور جن میں انسان کے اخلاق اور اعمال کی درستی اور اس کے تعلق باللہ کے اصلی و اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں تو ان کے لکھنے میں ان مولویوں کو میں اپنے مقابل پر بلاتا ہوں اگر وہ آئیں تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر ان میں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں۔"

(الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۴۵ء)

اعترافِ حقیقت

جماعت احمدیہ کے ایک شدید معاند مولانا ظفر علی خان مدیر اخبار "زمیندار" لاہور نے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضؓ کے قرآنی علم اور آپ رضؓ کے قائم کردہ تبلیغی نظام کی کھلے لفظوں میں تعریف کی۔ چنانچہ احراریوں کو ملامت کرتے ہوئے اپنی تقریر میں انہوں نے کہا:-

"کوئی ان احرار سے پوچھے۔ بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے۔ کوئی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی۔ احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن پڑھا؟ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن۔ من۔ دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ گالیاں اور بد زبانی۔ تف۔ ہے تمہاری غداری پر۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں جو مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔" (تقریر جلسہ مسجد خیر الدین امرتسر)

سچ ہے "الفضل ما شھدت بہ الاعداء"

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۱۰

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے [1]

پس اگر کوئی میرے قدم پر نہیں چلنا چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سبّ و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے حال سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے؟ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں۔ ان کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔" [2]

پس اللہ تعالیٰ ہمیں بدظنی اور غداری کے داغ سے ہمیشہ بچائے اور اس امام کے ساتھ پیوستہ رکھے۔ ہمارا ہر تعلق اس امام کے ساتھ قائم رکھے اور اس امام کے عزم و حوصلے کا شایانِ شان بنائے۔

[1] ترجمہ:- میں ہرگز وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے روز تم میری پیٹھ دیکھ سکو گے۔ ہاں میں وہ ضرور ہوں کہ جب طاقت سے معاملہ بڑھ جائے گا تو خاک و خون میں لتھڑا ہوا میرا سَر تو دیکھو گے مگر بھاگتے ہوئے کی میری پیٹھ کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔
(ترجمہ از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ)

[2] روحانی خزائن (انوار الاسلام) جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۳-۲۴

اداریہ بقیہ صفحہ ۲

حقوق سے محروم ہو کر غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک نہایت قلیل عرصے میں آزادی کی فضاء میں سانس لینے لگے۔ ان کے سیاسی اور معاشی حقوق تسلیم کئے گئے۔ جس پر مسلم پریس نے حضرت مصلح موعود رضؓ کے شاندار کارناموں کا اقرار کرتے اور آپ کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ:-

"جس زمانہ میں کشمیر کی حالت نازک تھی اس زمانہ میں جن لوگوں نے اختلافِ عقائد کے باوجود مرزا صاحب کو صدر منتخب کیا تھا۔ انہوں نے کام کی کامیابی کو زیرِ نگاہ رکھ کر بہترین انتخاب کیا تھا۔ اُس وقت اگر اختلاف عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو صدر منتخب نہ کیا جاتا تو تحریک بالکل ناکام رہتی اور اُمتِ مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا۔" (اخبار سیاست ۱۸ مئی ۱۹۳۳ء)

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے "پیشگوئی مصلح موعود" میں فرمایا تھا کہ:-

"اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

درخواستِ دعا مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش کو غازی آباد (دہلی) میں گرنے کے سبب ماہ نومبر ۱۹۸۸ء کو کولہے کی ہڈی پر چوٹ لگی تھی۔ اب موصوف واپس قادیان تشریف لائے ہیں [illegible]

اور (وہ) زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا

از مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت مستمرہ ثابت ہے کہ جب دُنیا ظلمت و جہالت اور باطل پرستی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب جاتی ہے تو ایسے پُرآشوب زمانہ میں اپنی مخلوق کے لئے روشنی اور ہدایت کا حیرت انگیز طور پر سامان پیدا کرتا ہے اور اپنی پُرشوکت نشان نمائی سے ایسا ایمان افروز نظارہ دکھاتا ہے کہ اہل بصیرت کی ارواح صافیہ آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔

انہی فقید المثال نشانوں میں سے ایک عظیم الشان نشان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مامور اور مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشگوئی مصلح موعود کے رنگ میں عطا فرمایا ہے جس کا ایک درخشندہ اور روشن پہلو یہ ہے کہ "اور (وہ) زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا" اس پیشگوئی کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب کہ ہم اس زاویہ نگاہ سے غور کریں کہ انسان کی بساط ہی کیا ہے کہ وہ آئندہ ایسے بیٹے کی پیشگوئی کرے جو ایک معین عرصہ میں پیدا ہو گا۔ اور پھر وہ زندہ رہے گا۔ اور اپنی خوبیوں اور کمال کی وجہ سے "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اسلام کی صداقت کے لئے قرونِ اُولیٰ سے ہی صحف مقدسہ میں پیشگوئی کی صورت میں چلی آرہی ہے۔ کیونکہ یہ ایسا امتیازی اور عدیم المثال نشان ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہونا تھا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورۃ الصف: ۱۰)

یعنی وہی خدا پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اسلام کو غالب کردے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ہے یعنی ان کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو عالمگیر غلبہ نصیب ہوگا۔

چنانچہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ هذا عند خروج المهدى اسلام کا عالمگیر غلبہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں یہ خوشخبری دی تھی کہ

يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور ان کو ایک خاص بیٹا دیا جائے گا۔ تمام دُنیا میں لوگ شادی کرتے ہیں اور اولاد بھی ہوتی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کونسی اہم بات فرمائی۔ ظاہر ہے کہ اس میں عمومیت سے بلند تر ایک خاص شادی اور خاص بیٹے کی بشارت دی گئی ہے جس کا تعلق غلبہ اسلام سے ہوگا۔ چنانچہ یہودیوں کی مشہور حدیثوں کی کتاب طالمود میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ "مسیح موعود کی وفات کے بعد اس کی بادشاہت کا وارث اس کا بیٹا اور اس کا پوتا ہوگا"

(طالمود باب پنجم صفحہ ۳۷)

پس جس عظیم بیٹے کی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر پیشگوئی فرمائی تھی کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا"۔ نہایت شان و شوکت کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ وہ جلیل القدر فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود پیشگوئی کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوکر زمین کے کناروں تک شہرت پاگئے۔

باوجود اس کے کہ آپ کو دنیاوی طور پر علوم کی ظاہری ڈگریاں حاصل نہ تھیں مگر آپ کا دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے آپ کو علوم قرآن سکھوائے ہیں اور اب روئے زمین پر کوئی فرد لبشر نہیں جو اسلام پر کوئی ایسا اعتراض کرے جس کا جواب آپ قرآن کریم سے نہ دے سکتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا تھا۔ اور تفسیر کبیر و صغیر آپ کے علم قرآن کی منہ بولتی تصویر ہے جو غلبہ اسلام کا باعث بن رہی ہے۔ اور شہرت عالم کی ضامن ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اسلام کا اقتصادی نظام، نظام نو وغیرہ معرکۃ الآراء کتب تحریر کرکے تمام اکناف عالم میں غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے اور اس قدر علمی لٹریچر آپ کا شائع ہوا ہے کہ شاید و باید

چنانچہ اسلام کی سربلندی اور برتری کو کھلا چیلنج نہ صرف برصغیر ہندوستان کے کونے کونے میں گونج اُٹھا۔ بلکہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے ذریعہ یہ خدائی آواز دُنیا کے تمام ممالک میں پُرشوکت بجلی کی طرح پھیل گئی اور باوجود شدید مخالفتوں اور آندھیوں اور طوفانوں کے خدائی پیشگوئی پوری ہوئی نہ تو مخالفین مفسدوں کا تلاطم اس ربانی آواز کو روک سکا اور نہ ہی فلک بوس پہاڑوں کی چوٹیاں اس کے درمیان حائل ہوسکیں۔ کیونکہ یہ خدائی تقدیر تھی جو بالآخر پوری ہو کر رہنی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور ساری دُنیا اس کی روح القدس کی برکت سے توحید کا گہوارہ بن جائے گی۔ اور یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو پیشگوئی کی روح رواں ہے۔

اس مختصر مضمون میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اوصاف کریمانہ جو دُنیا کے کناروں تک شہرت پانے سے متعلق ہیں۔ ان کی سنہری سرخیاں بھی قلمبند نہیں کی جاسکتیں۔ کیونکہ وہ بہت وسیع اور عالمگیر اور دُنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والی ہیں جس کو دیکھ کر بدترین مخالف بھی آپ کی عالمی شہرت کا اقرار کئے بغیر رہ نہ سکے چنانچہ ایک شدید معاند احمدیت مولوی ظفر علی خان مدیر اخبار "زمیندار" لاہور نے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں اور احراریوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ

"کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے۔ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔ کیا کبھی تم نے تبلیغ اسلام کی؟ احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔ تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارہ پر

اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ گالیاں اور بد زبانی لعنت ہے تمہاری غداری پر۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دُنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے؟

(تقریر مولانا ظفر علی خان صاحب "احرار" مشمولہ "ایک خوفناک سازش" مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری ادارہ اسلام سنہ ١٩٥٠ء)

عملی طور پر یہ پیشگوئی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ نہایت شان کے ساتھ پوری ہوئی چنانچہ مندرجہ ذیل نقشہ ظاہر کرے گا کہ اکناف عالم میں کس طرح حیرت انگیز طور پر حضرت مصلح موعودؓ کا نام نامی زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا۔

نام ملک	سن قیام مشن	نام مبلغ
امریکہ	سنہ ١٩٢٠ء	محترم حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ
ماریشس	سنہ ١٩١٥ء	" صوفی غلام محمد صاحبؓ
گھانا	سنہ ١٩٥٩ء	" بشیر احمد صاحب آرچرڈ
سوئٹزرلینڈ	سنہ ١٩٤٦ء	" شیخ ناصر احمد صاحب
جاپان	سنہ ١٩٣٥ء	" صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز
ڈنمارک	سنہ ١٩٥٦ء	" سید کمال یوسف صاحب
جرمنی	سنہ ١٩٢٣ء	" ملک غلام فرید صاحب و " مولوی مبارک احمد صاحب
ہالینڈ	سنہ ١٩٤٧ء	" حافظ قدرت اللہ صاحب
فجی	سنہ ١٩٦٠ء	" شیخ عبدالواحد صاحب
انڈونیشیا	سنہ ١٩٢٥ء	" مولوی رحمت علی صاحب
انگلستان	سنہ ١٩١٣ء	" حضرت چوہدری فتح محمد صاحبؓ سیال
گولڈکوسٹ۔ نائیجیریا	سنہ ١٩٢١ء	" " مولوی عبدالرحیم صاحبؓ نیر
سپین	سنہ ١٩٤٦ء سنہ ١٩٢٦ء	" محمد شریف صاحب گجراتی
جنوبی افریقہ	سنہ ١٩٤٦ء	" ڈاکٹر محمد یوسف سلیمان صاحب
ہنگری	سنہ ١٩٣٦ء	" حاجی احمد خان صاحب
یوگنڈا۔ کینیا۔ ٹانگانیکا	سنہ ١٩٣٤ء	" مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
البانیہ	سنہ ١٩٣٦ء	" مولوی محمد دین صاحب
یوگوسلاویہ	سنہ ١٩٣٧ء	" " " "
بلغاریہ	سنہ ١٩٣٨ء	" " " "
ارجنٹائن	سنہ ١٩٣٦ء	" " رمضان علی صاحب
اٹلی	سنہ ١٩٣٧ء	" ملک محمد شریف صاحب گجراتی
فرانس	سنہ ١٩٤٦ء	" ملک عطاء الرحمٰن صاحب و " چوہدری عطاء اللہ صاحب
پولینڈ	سنہ ١٩٣٧ء	" حاجی احمد خان صاحب
تنزانیہ	سنہ ١٩٤٨ء	" مولوی عبدالکریم صاحب شرما
ایوری کوسٹ	سنہ ١٩٦٠ء	" قریشی مقبول احمد صاحب
ٹرینیڈاڈ	سنہ ١٩٥١ء	" محمد اسحاق صاحب ساقی
لائبیریا	سنہ ١٩٥٦ء	" صوفی محمد اسحاق صاحب
سنگاپور	سنہ ١٩٣٥ء	" غلام حسین صاحب ایاز
برما	سنہ ١٩٣٥ء	" احمد خان صاحب نسیم
عدن	سنہ ١٩٤٦ء	" غلام احمد صاحب مبشر
لبنان	سنہ ١٩٥١ء	" رشید احمد صاحب چغتائی
مسقط	سنہ ١٩٤٩ء	" روشن دین صاحب فاضل
ایران	سنہ ١٩٢٤ء	" شہزادہ عبدالمجید صاحب
بخارا	سنہ ١٩٢٤ء	" مولانا ظہور حسین صاحب

ان کے علاوہ فلسطین۔ مصر۔ شام۔ اردن۔ سعودی عرب۔ سیرالیون۔ گیمبیا۔ سری لنکا میں علی الترتیب محترم حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی۔ محترم حضرت ولی اللہ شاہ صاحب۔ مکرم رشید احمد صاحب چغتائی۔ مکرم رشید احمد صاحب اسحاق۔ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب علی۔ مکرم عبدالرحیم صاحب نیر۔ مکرم الحاج حمزہ سینالو صاحب۔ مکرم مولوی عبداللہ صاحب بطور مبلغ سلسلہ خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔

آپ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ کے غلبہ اسلام کی شاہراہ پر گامزن ہونے والے مشن جو دن رات ترقی کی شاہراہ پر قائم ہیں ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ کی ذات میں یہ عظیم الشان پیشگوئی بڑی عظمت کے ساتھ پوری ہو گئی ہے کہ اور وہ زمین کے کناروں۔۔۔

چیلنج مباہلہ اور مولوی محمد اسمٰعیل سونگھڑوی

مولوی محمد اسمٰعیل سونگھڑوی نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے چیلنج مباہلہ کو بلا دلیل غیر شرعی اور غیر لغوی قرار دے کر مباہلہ سے فرار کی راہ بھی نکالی ہے اور پھر مباہلہ کو قبول بھی کر لیا ہے۔

بہر حال اس سلسلہ میں مولوی محمد اسمٰعیل کی مکمل کاروائی انچارج اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ نے "بدر" کو بھجوائی ہے جو درج ذیل ہے۔ تا کہ ریکارڈ رہے (ایڈیٹر)

٢٩ ر جنوری سنہ ١٩٨٩ء

٧٨٦

جناب صدر جماعت احمدیہ سونگڑہ

سید یعقوب الرحمٰن صاحب آپ کا خط موصول ہوا۔ اور قادیان کا رجسٹری خط بھی موصول ہو چکا ہے۔ احقر نے بطور اتمام حجۃ آپ حضرات کی من مانی ایک طرفہ شرائط کو قبول کر کے روانہ کردہ ٹریکٹ صفحہ ٢٦ پر دستخط کر کے آپ کو دیدیا ہے۔ لہذا آپ جلد از جلد اسے اپنے مرکز میں روانہ کر دیں تا کہ احقر کی قبولیت مباہلہ کا اعلان "بدر" میں کر دیا جائے اور اس کی وصولی یابی کی ایک رسید جلد از جلد احقر کو روانہ کر دیں تا کہ داخل دفتر ہو سکے۔ فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ

(دستخط احقر محمد اسمٰعیل عفی عنہ)

نائب صدر کل ہند مجلس ختم نبوت۔ امیر شریعت و صدر جمعیۃ العلماء اڑلیسہ

ڈاکخانہ کود ضلع کٹک

ھم ھیں

فریق اوّل	فریق ثانی
(امام جماعت احمدیہ عالمگیر دُنیا بھر کے احمدی مرد و زن چھوٹے بڑے کی نمائندگی میں) مرزا طاہر احمد ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر جمعۃ المبارک ١٠ ر جون سنہ ١٩٨٨ء	بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے وہ تمام مکفرین و مکذبین جو پوری شرح صدر اور ذمہ داری کے ساتھ عواقب سے باخبر ہو کر اس مباہلہ کا فریق ثانی بننا منظور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مباہلہ نہ شرعی ہے اور نہ لغوی پھر بھی اس اُمید پر کہ شاید قادیانی جماعت اصل اسلام کو قبول کر لے احقر قادیانی من مانی ایک طرفہ شرائط کو بطور اتمام حجۃ من و عن تسلیم کر کے اپنا دستخط کرتا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ احقر محمد اسمٰعیل عفی عنہ امیر شریعت و صدر جمعیۃ العلماء اڑلیسہ۔ نائب صدر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ڈاکخانہ کود ضلع کٹک اڑلیسہ مورخہ ٢٩ ر جنوری سنہ ١٩٨٩ء ٢٩/١/٨٩ء

حضرت مصلح موعودؓ کے بعض واضح مناقب

از مکرم سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ احمدیہ موسابنی مائنز

اللہ تعالیٰ نے اب سے لگ بھگ ایک سو تین سال پہلے اپنے ایک بندے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی چلہ کشی کے جواب میں اپنی رحمت وقدرت کے نشان کے طور پر جو بشارتیں دیں اُس سے اسلام کے ایک فرزند جلیل کا پیدا ہونا تھا جو بعد میں دُنیا میں "مصلح موعودؓ" کے نام سے معروف ہوا۔ مگر مصلح موعود کے منصب عالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کئی اور مناصب و مناقب آپ کو عطا فرمائے تھے۔ چنانچہ ان میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جانا مقصود ہے۔

(۱) :- آنحضرتؐ کی پیشگوئی کا مصداق ـــ مصلح موعود

فرمایا "ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض یتزوج و یولد لہٗ" (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دُنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے۔ اور اُن کو اولاد دی جائے گی۔

اِس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیساکہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آچکی ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

(چنانچہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی معرفت دی گئی اُس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ اِسی اخبار میں اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء وغیرہ کے الفاظ شائع ہوچکے ہیں۔) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہے "مصلح موعودؓ"

(۲) :- امیر المومنین ـــ مصلح موعود

خلافت علی منہاج النبوت کے دَور ثانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات (۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء) کے بعد منصب خلافت راشدہ پر فائز ہونے والا وجود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔ جس کا پہلا کام تلاوت آیات۔ دوسرا کام کتاب سکھانا۔ تیسرا کام حکمت سکھانا اور چوتھا کام تزکیہ کرنا ہے (منصب خلافت صفحہ ۲) اِس طرح وہ خلیفہ راشد ہونے کے ناطے لازمی طور پر "امیر المومنین" بن گیا۔ خلیفہ راشد ہوتے ہوئے بھی ایک امتیازی مقام خلافت آپ کو حاصل تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"پس جہاں تک خلافت کا تعلق میرے ساتھ ہے اور جہاں تک اِس خلافت کا اُن خلفاء کے ساتھ تعلق ہے جو فوت ہو چکے ہیں۔ اِن دونوں میں ایک امتیاز اور فرق ہے۔ اُن کے ساتھ تو خلافت کی بحث کا علمی تعلق ہے اور میرے ساتھ نشانات خلافت کا معجزاتی تعلق ہے۔ پس میرے لئے اِس بحث کی کوئی حقیقت نہیں کہ کوئی آیت میری خلافت پر چسپاں ہوتی ہے یا نہیں میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور اُس کے زندہ معجزات اِس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔"

(خلافت راشدہ صفحہ ۲۶۶)

(۳) :- موعود خلیفہ ـــ مصلح موعود

جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا کہ آپ منصب خلافت پر فائز تھے۔ اسی لئے آپ بے شک خلیفہ تو تھے مگر ایک امتیازی شان کے ساتھ خلیفہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اُسے قبول کر لیتا ہے۔ مگر یہ ویسی خلافت نہیں یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے دن جماعت کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی گویا اِس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۷)

(۴) :- خدا تعالیٰ کی خبر کے مطابق ـــ مصلح موعود

جہاں تک اِس منصب عالی "مصلح موعودؓ" کے متعلق دعویٰ کا سوال ہے اس کے متعلق خود حضورؓ نے وضاحت فرمائی کہ :-

"میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اُس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہوتا ...... پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔"

(خطبہ جمعہ الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۹)

اِس لئے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اِذن نہیں ملا آپ نے کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ مگر ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضورؓ نے واضح الفاظ میں مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ اور اعلان فرما دیا۔

"آج میں اِس جلسہ (یعنی ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء بمقام لاہور ناقل) میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دُنیا میں قائم ہوگی۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(۵) :- غیر مامور ـــ مصلح موعود

چونکہ مصلح موعودؓ کی عظمت شان واضح ہو چکی ہے۔ اس لئے ممکنہ غلط فہمی کے ازالہ کے لئے مصلح موعودؓ کے منصب عالی کے اُسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے واضح کرنا ضروری ہے کہ آپ کا واضح منصب کیا ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے کبھی بھی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ جماعت احمدیہ آپ کو مامور من اللہ مانتی ہے۔ اور آپ نے اپنے غیر مامور ہونے کا بارہا اعلان فرمایا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود (۱۹۴۴ء) سے پہلے بھی اور بعد بھی چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"... کوئی دوسرا شخص کیونکہ غیر مامور کے کشف یا الہام کو ماننے کا مکلف نہیں لیکن بہرحال میرے لئے خدا تعالیٰ نے حقیقت کو کھول دیا ہے"

(الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء)

ایک دفعہ قادیان میں ایک دوست نے حضور سے سوال کیا کہ:۔

"جس شخص کو حضور کے مصلح موعود ہونے کا علم دیدیا جائے اور اس پر حجت تمام کر دی جائے پھر بھی وہ حضور کا انکار کرے تو ہم اسے کیا کہیں گے؟"

حضور نے فرمایا:۔

"ہم کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے ہدایت دیدے گا۔ دعوت پر اصرار کرکے منوانا غیر مامور کا کام نہیں ہوتا"

(الفضل ۱۲؍جون ۱۹۶۱ء)

(۶):- سلطان البیانؓ۔ مصلح موعود

حضور فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے سلطان القلم قرار دیا"

(تذکرہ ایڈیشن سوم ص۴۰۸)

"اس کے مقابلہ میں اس نے مجھے اتنا بولنے کا موقع دیا کہ مجھے اس نے سلطان البیان بنا دیا"

(خطابات محمود جلد دوم ص۲۳)

(۷):- مثیل ابراہیمؑ۔ مصلح موعود

حضورؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں بچہ ہی تھا ..... بیت الدعا میں دعا کر رہا تھا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ پانچ ابراہیم گذرے ہیں ایک ابراہیم تو وہ تھے جن کا تورات میں ذکر آتا ہے دوسرے ابراہیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تیسرے ابراہیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے چوتھے ابراہیم حضرت خلیفۂ اول تھے اور پانچویں ابراہیم تم ہو"

(خطابات محمود جلد دوم ص۲۹۰)

(۸):- بروز حسنؓ۔ مصلح موعود

حضورؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا:۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتُ حَسَنٍ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہتر ہوگا اس الہام میں مجھے حسن رضی اللہ عنہ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

(تفسیر کبیر ص۱۸۹ تفسیر سورۃ العلق)

(۹):- امتِ مسلمہ کے لئے علمی استفادہ کا منبع۔ مصلح موعود

علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونا چونکہ مصلح موعودؓ کے لئے مقدر تھا۔ چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"میں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر و اسلام، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف۔ اسلامی اقتصادیات۔ اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کریم کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے۔ مجھے لاکھ برا بھلا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا"

(خلافت راشدہ ص۲۵۴-۲۵۵)

(۱۰):- تاریخ کا انمٹ نقش۔ مصلح موعود

حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"میں اسی خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا .... خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں، مجھے کتنا بھی برا سمجھیں بہرحال دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے۔ آج نہیں آج سے چالیس پچاس بلکہ سو سال کے بعد تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح کہا تھا یا غلط۔ میں بے شک اس وقت موجود نہیں ہوں گا۔ مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مورخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے۔ اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا ایک بہت بڑا خلاء واقع ہو جائے گا جس کو پُر کرنے والا اسے کوئی نہیں ملے گا"

(روح پرور خطاب ص۱۲-۱۳)
(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۶۱ء)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کے کارناموں کے لحاظ سے ہی آپ کے مناقب واضح ہوتے ہیں۔ اور بجا طور پر ان جملہ صفات و مناقب کے حامل قرار پاتے ہیں جن کا ذکر علیحدہ علیحدہ اور یکجا طور پر خدا اور رسول کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ جو مصلح موعود کی پیشگوئی کی بابت ہے۔

زندہ باد مصلح موعود۔ زندہ باد

اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکر سخندانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردشِ دورانہ

مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے جوبلی پروگراموں کی معین تاریخیں

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مجالس بھارت کو جوبلی پروگراموں کا مفصل سرکلر ارسال کیا گیا تھا اب ان پروگراموں کی معین تاریخیں معیّن کی گئی ہیں اس کے مطابق پروگراموں پر عمل درآمد کر کے دفتر مرکزیہ کو رپورٹ کریں۔

نوٹ :- یاد رہے کہ معیار انعام خصوصی برائے جوبلی پروگرام جو لائحہ عمل ۸۹-۱۹۸۸ء کے صفحہ ۲۳ پر چھپا ہے اس کے مطابق صحیح رنگ میں جوبلی پروگراموں پر عمل کرنے والی مجلس کے لئے ۱۰۰ نمبر رکھے گئے ہیں۔

(۱)- روزہ ۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء

(۲)- نماز تہجد۔ دعا بہشتی مقبرہ۔ قربانی جانور۔ لوائے احمدیت۔ چراغاں ۲۳ر مارچ

(۳)- ۲۳ر مارچ تا ۳۱ر مارچ خدام و اطفال کے علمی، دینی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے جائیں۔ اس دوران حضور انور کا خصوصی پیغام بھی سنایا جائے

(۴)- قادیان کے خدام اپریل ۸۹ء میں ہوشیار پور جانے کا پروگرام بنائیں

(۵) عطیہ خون کا پروگرام ماہ نومبر ۱۹۸۹ء

(۶) قادیان میں ماہ ستمبر ۸۹ء میں کرکٹ ٹورنامنٹ کا پروگرام ہے۔ بھارت کی مجالس بھی حسب موقع کھیلوں کے پروگرام منعقد کریں اور اگر ممکن ہو سکے تو مرکزی پروگرام میں بھی شامل ہونے کی کوشش کریں۔

(۷) انعامی مقالہ بعنوان
"جماعت کی سو سالہ تاریخ اور افضال الٰہیہ کا نزول"۔
۳۱ر جولائی ۱۹۸۹ء تک دفتر مرکزیہ میں موصول ہو جانا چاہئے جس میں علی الترتیب ۵۰۰/- اور ۳۰۰/- روپے کے انعامات رکھے گئے ہیں۔ یہ انعامات جوبلی سال کے اجتماع کے موقع پر دئے جائیں گے۔

(۸) حضور انور کی اجازت سے اکتوبر ۱۹۸۹ء میں جوبلی سال کا سالانہ اجتماع منعقد کیا جائے گا۔

(۹)- دارالبیعت لدھیانہ کی زیارت جماعتی طور پر منعقد کی جانے والی لدھیانہ استقبالیہ تقریب کے موقع پر ہو گی یعنی ۲۳ر اپریل ۱۹۸۹ء کو

(۱۰) ماہ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں سالانہ اجتماع کے بعد زیارت قبر مسیح کے لئے سرینگر جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔

(۱۱) جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء کے موقع پر مشکوٰۃ کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا جائے گا۔

(۱۲) ہر سہ ماہی میں ایک بار بچوں کے علمی۔ ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے جائیں۔

(۱۳) صد سالہ جشن تشکر کے سال درج ذیل عناوین کے تحت سلسلہ وار تقاریر کا پروگرام بنایا جائے۔ مزید عناوین جو بچوں کے لئے مفید ہوں تجویز کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) احمدیت کی تعلیم۔
(۲) خلافت حقہ نظام احمدیت کا محور۔
(۳) احمدیت کی قدر و منزلت۔
(۴) زندگی میں دین اور اخلاق کی اہمیت۔
(۵)- احمدیت کا روشن مستقبل اور مقاصد کی وضاحت۔
(۶) احمدیت کی شاندار تعلیمات اور اقدار کو اپنے اوپر لاگو کرنا۔
(۷) مستقبل میں احمدیت کی خاطر جو عظیم ذمہ داریاں ہم پر پڑنے والی ہیں اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا۔

اللہ تعالیٰ تمام خدام و اطفال کو صد سالہ جشن تشکر کے تمام جماعتی اور مجلسی پروگراموں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عالمگیر غلبہ اسلام کی وہ گھڑی قریب سے قریب تر آجائے جس کے ہم سب منتظر ہیں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

بیرون ہند میں مقیم ہندوستانی خدام کیلئے ضروری اعلان

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے ارشاد کی تعمیل میں بیرون ہند میں مقیم ہندوستانی خدام کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرکز احمدیت قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی نئی تعمیر شدہ عمارت "ایوان خدمت" کی بقیہ تعمیر اور صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل شدہ قرض کی ادائیگی کے لئے بذریعہ چندہ اور خصوصی امانت تعاون دیں۔ جو خادم بھائی اس سلسلہ میں ایک ہزار روپے دیں گے ان کا نام سنگ مرمر کی پلیٹ پر کندہ کروایا جائے گا۔ اس سلسلہ میں بھجوائی جانے والی رقوم دفتر محاسب قادیان میں مد تعمیر ایوان خدمت میں ادا فرمائیں اور دفتر خدام الاحمدیہ کو بھی اطلاع دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

انعامی مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر مجالس بھارت کے خدام کو ایک مخصوص اور معیاری مقالہ بعنوان
"جماعت کی سو سالہ تاریخ اور افضال الٰہیہ کا نزول"
تحریر کرنے کے لئے سرکلر بھجوایا تھا۔ جس کی میعاد ۳۱ر جولائی ۱۹۸۹ء مقرر کی گئی ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مذکورہ تاریخ تک مقالہ لکھوا کر دفتر مرکزیہ کو ارسال فرمائیں۔ مزید معلومات کیلئے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خط و کتابت فرمائیں۔

صدر جوبلی کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

پروگرام دورہ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب الہ آبادی مینیجر اخبار بدر صوبہ یو پی۔ اڑیسہ۔ کلکتہ

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق اخبار بدر سے متعلق چندہ جات اور امانت کی وصولی کے سلسلہ میں موصوف دورہ کر رہے ہیں۔ اخبار بدر مرکز احمدیت کا واحد ترجمان ہے جو اس وقت شدید مالی بحران سے دوچار ہے لہذا تمام عہدیداران و مخیر احباب جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ مکرم مینیجر صاحب موصوف سے کما حقہ تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ مخیر احباب زیادہ سے زیادہ امانت، بدر اور تبلیغی پرچے جاری کر کے بھی تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ

صدر نگران بورڈ بدر قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۷/۳/۸۹	سعد برک	۵/۳/۸۹	۲	۷/۳/۸۹
بریلی	۱۸/۳/۸۹	۱	۱۹	کٹک	۷	۲	۹
شاہجہانپور کٹیا	۱۹	۲	۲۱	سونگھڑہ	۹	۲	۱۱
لکھنؤ	۲۱	۱	۲۲	کیرنگ	۱۱	۴	۱۵
کانپور	۲۲	۲	۲۴	بھوبنیشور	۱۵	۲	۱۷
کلکتہ	۲۶	۷	۴/۳/۸۹	دہلی	۱۸	۲	۲۰
سورو	۴/۳/۸۹	۱	۵	قادیان	۲۱/۳/۸۹	-	-

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے!

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE - 272208

CARD BOARD BOX MFG - CO

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA 700072

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہاں میں ۔ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS (ELECTRIC CONTRACTORS

TARUN BHARAT CO.OP HOUSE SOCY

PLOT NO 6 GROUND FLOOR OLD CHAKLA

OPP CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)

PH { Office. 6348179 / Resi. 6289389 } BOMBAY 400099.

اُرْشُدُوْا اَخَاکُمْ

اپنے بھائی کو ہدایت کرو

(حدیث نبوی)

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS

DEALERS IN - TIMBER TEAK POLES SIZES

FIRE WOODS, MANUFACTURERS OF WOODEN

FURNITURE ELECTRICAL ACCESSORIES

PO- VANIYAMBALAM (KERALA)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی ۹۲۲۹۹۴۳

Regd. No P. GDP 6

Phone No. 35

The Weekly Badr QADIAN 143516

16th FEBRUARY 1989

MUSLEH-E-MAUOOD NUMBER

PRICE Rs. 2-00

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR